ایڈیشن طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْن

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاء

بمقام

قادیان دارالامان

باهتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

اپریل ۱۹۰۲ء

تنبیہ

جس پیغام کو ہم اِس وقت اپنے عزیزانِ ملک کے پاس اِس رسالہ کے ذریعہ سے پہنچانا چاہتے ہیں اُس کی نسبت ہمیں انبیاء علیہم السلام کے قدیم تجربہ کے رُو سے یہ ثابت ہے کہ سردست اِس ہماری ہمدردی کا قدر یہی ہوگا کہ پھر دوبارہ ہم اسلام کے مولویوں اور عیسائی مذہب کے پادریوں اور ہندو مذہب کے پنڈتوں سے گالیاں سُنیں اور طرح طرح کے رنجدہ خطابوں سے یاد کئے جاویں اور ہمیں پہلے سے خوب معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے نوع انسان کی ہمدردی کو اِس بات سے مقدم رکھا ہے کہ عام بدزبانی سے ہم ستائے جائیں کیونکہ باوجود اسکے یہ بھی احتمال ہے کہ ان صدہا اور ہزارہا گالیاں دینے والوں میں سے بعض ایسے بھی پیدا ہو جائیں کہ ایسے وقت میں کہ جب آسمان پر سے ایک آگ برس رہی ہے بلکہ اگلے جاڑے میں تو اور بھی زیادہ برسنے کی توقع ہے۔ اِس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور اِس اپنے ناصح شفیق پر جلد ناراض نہ ہوں۔ اور جس نسخہ کو وُہ پیش کرتا ہے اُس کو آزمالیں۔ کیونکہ اِس ہمدردی کے صلہ میں کوئی اُجرت یا پاداش اُن سے طلب نہیں کی گئی محض سچے خلوص اور نیک نیّت سے انسانوں کی جان چھوڑانے کے لئے ایک آزمودہ اور پاک تجویز پیش کی گئی ہے۔ پس جس حالت میں لوگ بیماریوں میں علاج کی غرض سے بعض جانوروں کا پیشاب بھی پی لیتے ہیں اور بہت سی پلید چیزوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔ تو اِس صُورت میں اُن کا کیا حرج ہے کہ اپنی جان چھوڑانے کے لئے اِس پاک علاج کو اپنے لئے اختیار کر لیں۔ اور اگر وُہ نہیں کرینگے تب بھی بہرحال اِس مقابلہ کے وقت میں ایک دِن اُن کو معلوم ہوگا کہ ان تمام مذاہب میں سے کونسا ایسا مذہب ہے جس کا شفاعت کرنا اور منجی کے بزرگ لفظ کا مصداق ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے۔ پس بلاشبہ اب دن آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر ✤ لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وُہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُسپر تہمت ہے کہ وُہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور

✤ یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں خداتعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نسبت فرمایا ہے وَجِيْهًا في الدنيا والآخرة ومن المقربين[۱]۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اُس زمانہ کے مقربوں میں سے یہ بھی ایک تھے۔ اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وُہ سب مقربوں سے بڑھکر تھے بلکہ اِس بات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب اُن کے زمانہ کے اُن سے بہتر تھے۔ ظاہر ہے کہ وُہ صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آئے تھے۔ اور دُوسرے مُلکوں اور قوموں سے اُن کو کچھ تعلق نہ تھا۔ پس ممکن بلکہ قریب قیاس ہے کہ بعض انبیاء جو لَمْ نَقْصُصْ[۲] میں داخل ہیں وُہ اُن سے بہتر اور افضل ہونگے۔ اور جیساکہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر ایک انسان نکل آیا جسکی نسبت خدا نے عَلَّمْنٰهُ من لدنا علماً[۳] فرمایا۔ تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ سے کمتر اور اُسکی شریعت کے پَیرو تھے اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے اور ختنہ اور مسائل فقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وُہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھکر تھے۔ جن لوگوں نے اُن کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وُہ جنہوں نے خواہ نخواہ خُدائی صفات اُنہیں دی ہیں جیساکہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وُہ اگر اُن کو اُوپر اُٹھاتے اُٹھاتے آسمان پر چڑھا دیں یا عرش پر بٹھا دیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو اُن کو اختیار ہے۔

[۱] آل عمران: ۴۶ [۲] المومن: ۷۹ [۳] الکہف: ۶۶

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ **خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین**

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیاء اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور[1] رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیاہ بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُنکے خاص مُریدوں میں داخل ہُوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابل اِسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُسکی ماں مسِّ شیطان سے پاک ہیں اسکے معنے نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اِس افترا کا ردّ ضروری تھا پس اس حدیث کے اِس سے زیادہ کوئی معنے نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کر کے وہ مسِّ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

[1] آل عمران : ۴۰

ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

طاعون

چو آمد از خدا طاعون بدیں ان چشم اکرامش | تو خود ملعونی اے فاسق چہ الملعون نہی نامش
زمانِ توبہ و وقتِ صلاح و ترکِ خبث است ایں | کسے کو بر بدی چسپد نہ بینم نیک انجامش

اس ہولناک مرض کے بارے میں جو ملک میں پھیلتی جاتی ہو لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ ڈاکٹر لوگ جنکے خیالات فقط جسمانی تدابیر تک محدود ہیں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ زمین میں محض قدرتی اسباب سے ایسے کیڑے پیدا ہو گئے ہیں کہ اول چوہوں پر اپنا بد اثر پہنچاتے ہیں۔* اور پھر انسانوں میں سلسلہ موت کا جاری ہو جاتا ہے۔ اور مذہبی خیالات سے اس بیماری کو کچھ تعلق نہیں بلکہ چاہیئے کہ اپنے گھروں اور نالیوں کو ہر ایک قسم کی گندگی اور عفونت سے بچاویں اور صاف رکھیں اور فنائل وغیرہ کے ساتھ پاک کرتے رہیں اور مکانوں کو آگ سے گرم رکھیں اور ایسا بناویں جن میں ہوا بھی پہنچ سکے اور روشنی بھی۔ اور کسی مکان میں اس قدر لوگ نہ رہیں کہ اُن کے مُنہ کی بھاپ اور پاخانہ پیشاب وغیرہ سے کیڑے بکثرت پیدا ہو جائیں۔ اور ردّی غذائیں نہ کھائیں۔ اور سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ ٹیکا کرالیں۔ اور اگر مکانوں میں چوہے مُردہ پاویں تو اُن مکانوں کو چھوڑ دیں۔ اور بہتر ہے کہ باہر کُھلے میدانوں میں رہیں اور میلے کچیلے کپڑوں سے پرہیز کریں۔ اور اگر کوئی شخص کسی متاثر اور آلودہ مکان سے اُنکے شہر یا گاؤں میں آوے تو اُس کو اندر

*حاشیہ۔ طبابت کے قواعد کے رُو سے طاعون کی بیماری کی شناخت کے لئے ضروری ہے کہ جس بدقسمت گاؤں یا شہر میں یا اُسکے کسی حصہ میں یہ مُہلک بیماری پھوٹ پڑے اُسمیں کئی روز پہلے اُس سے مرے ہوئے چوہے پائے جائیں۔ پس اگر مثلاً محض تپ سے کسی گاؤں میں چند موت کی واردائیں ہو جائیں اور چوہے مرتے نہ دیکھے جائیں تو وہ طاعون نہیں ہے بلکہ محرقہ کی قسم کا ایک مہلک تپ ہے۔ منہ

نہ آنے دیں۔ اور اگر کوئی ایسے گاؤں یا شہر کا اس مرض سے بیمار ہو جائے تو اُسکو باہر نکالیں۔ اور اُسکے اختلاط سے پرہیز کریں۔ پس طاعون کا علاج اُنکے نزدیک جو کچھ ہے یہی ہے۔ یہ تو دانشمند ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے ہے جسکو ہم نہ تو ایک کافی اور مستقل علاج کے رنگ میں سمجھتے ہیں اور نہ محض بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ کافی اور مستقل علاج اسلئے نہیں سمجھتے کہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ بعض لوگ باہر نکلنے سے بھی مرے ہیں اور بعض صفائی کا التزام رکھتے رکھتے بھی اِس دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور بعض نے بڑی اُمید سے ٹیکا لگوایا اور پھر قبر میں جا پڑے۔ پس کون کہہ سکتا ہے یا کون ہمیں تسلّی دے سکتا ہے کہ یہ تمام تدبیریں کافی علاج ہیں۔ بلکہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گویہ تمام طریقے کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جسکو طاعون کو مُلک سے دفع کرنے کے لئے پُوری کامیابی کہہ سکیں۔

اِسی طرح یہ تدبیریں محض بے فائدہ بھی نہیں ہیں کیونکہ جہاں جہاں خدا کی مرضی ہے وہاں وہاں اِس کا فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے مگر وُہ فائدہ کچھ بہت خوشی کے لائق نہیں۔ مثلاً گو سچ ہے کہ اگر مثلاً سو آدمی نے ٹیکا لگوایا ہے اور دُوسرے اسی قدر لوگوں نے ٹیکا نہیں لگوایا ہے تو جنہوں نے ٹیکا نہیں لگوایا اُن میں مَوتیں زیادہ پائی گئیں اور ٹیکا والوں میں کم۔ لیکن چونکہ ٹیکے کا اثر غایت کار دو مہینے یا تین مہینے تک ہے اِس لئے ٹیکے والا بھی بار بار خطرہ میں پڑیگا جبتک اِس دُنیا سے رخصت نہ ہو جائے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جو لوگ ٹیکا نہیں لگواتے وُہ ایک ایسے مرکب پر سوار ہیں کہ جو مثلاً چوبیس گھنٹہ تک اُنکو دار الفناء تک پہنچا سکتا ہے۔ اور جو لوگ ٹیکا لگواتے ہیں وُہ گویا ایسے آہستہ رو ٹٹو پر چل رہے ہیں کہ جو چوبیس دن تک اُسی مقام میں پہنچا دیگا۔ بہرحال یہ تمام طریقے جو ڈاکٹری طور پر اختیار کئے گئے ہیں۔ نہ تو کافی اور پُورے تسلّی بخش ہیں اور نہ محض نکمّے اور بے فائدہ ہیں۔ اور چونکہ طاعون جلد جلد مُلک کو کھاتی جاتی ہے اِس لئے بنی نوع کی ہمدردی اِسی میں ہے کہ کسی اور طریق کو سوچا جائے جو اِس تباہی سے بچا سکے۔

اور مسلمان لوگ جیساکہ میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے جس کو انہوں نے ماہ حال یعنی اپریل ۱۹۰۲ء میں شایع کیا ہے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام فرقے مسلمانوں کے شیعہ سنی مقلد اور غیر مقلد میدانوں میں جاکر اپنے اپنے طریقہ مذہب میں دعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہوکر نماز پڑھیں تو بس یہ ایسا نسخہ ہے کہ معاً اس سے طاعون دُور ہو جائیگی مگر اکٹھے کیونکر ہوں اسکی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ ظاہر ہے کہ فرقہ وہابیہ کے مذہب کے رُو سے تو بغیر فاتحہ خوانی کے نماز درست ہی نہیں۔ پس اس صورت میں اُنکے ساتھ حنفیوں کی نماز کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیا باہم فساد نہیں ہوگا۔ ماسوا اسکے اس اشتہار کے لکھنے والے نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہندو اس مرض کے دفع کیلئے کیا کریں۔ کیا اُنکو اجازت ہے یا نہیں کہ وُہ بھی اسوقت اپنے بُتوں سے مدد مانگیں۔ اور عیسائی کس طریق کو اختیار کریں۔ اور جو فرقے حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور محرم* میں تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مُرادوں کیلئے گذرانا کرتے ہیں اور یا جو مسلمان سید عبد القادر جیلانی کی پُوجا کرتے ہیں یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پُوجتے ہیں وُہ کیا کریں اور کیا اب یہ تمام فرقے دُعائیں نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فرقہ خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے معبود کو پُکار رہا ہے۔ شیعوں کے محلوں میں سیر کرو۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا جس کے دروازہ پر یہ شعر چسپاں نہیں ہوگا۔

لِی خَمْسَۃٌ اُطْفِی بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہ ❊ اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَہ

میرے اُستاد ایک بزرگ شیعہ تھے۔ اُنکا مقولہ تھا کہ وباء کا علاج فقط تولا اور تبرّیٰ ہے۔

*حاشیہ۔ یہ محرم کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے ترمذی میں اسکی فضیلت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے کہ فیہ یوم تاب اللّٰہ فیہ علی قومٍ ویتوب فیہ علی قوم اٰخرین یعنی محرم میں ایک ایسا دن ہے جس میں خدا نے گذشتہ زمانہ میں ایک قوم کو بلا سے نجات دی تھی اور مقدر ہے کہ ایسا ہی اسی مہینہ میں ایک بلا سے ایک اور قوم کو نجات ملیگی۔ کیا تعجب کہ اس بلا سے طاعون مُراد ہو اور خدا کے مامور کی اطاعت کرکے وُہ بلا مُلک سے جاتی رہے۔ منہ

یعنے ائمہ اہلبیت کی محبت کو پرستش کی حد تک پہنچا دینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے رہنا اِس سے بہتر کوئی علاج نہیں اور مَیں نے سُنا ہے کہ بمبئی میں جب طاعون شروع ہوئی ہے تو پہلے لوگوں میں یہی خیال پَیدا ہُوا تھا کہ یہ امام حسین کی کرامت ہے کیونکہ جن ہندؤں نے شیعہ سے کچھ تکرار کیا تھا اُن میں طاعون شروع ہوگئی تھی۔ پھر جب اسی مرض نے شیعہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا تب تو یاحسین کے نعرے گُم ہوگئے۔

یہ تو مسلمانوں کے خیالات ہیں جو طاعون کے دُور کرنے کیلئے سوچے گئے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خیالات کے اظہار کیلئے ابھی ایک اشتہار پادری وائٹ بریخت صاحب اور اُنکی انجمن کی طرف سے نکلا ہے اور وُہ یہ کہ طاعون کے دُور کرنے کیلئے اور کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اِسکے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور اُنکے کفارہ پر ایمان لے آویں۔

اور ہندوؤں میں سے آریہ دھرم کے لوگ پُکار پُکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ تمام فرقوں کو چاہیئے کہ ویدوں کی ست وِدّیا پر ایمان لاویں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مُفتری قرار دیں تب اِس تدبیر سے طاعون دُور ہو جائیگی۔

اور ہندوؤں میں سے جو سناتن دھرم فرقہ ہے اُس فرقہ میں دفع طاعون کے بارے میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اگر ہم یہ پرچہ اخبار عام نہ پڑھتے تو شاید اس عجیب رائے سے بے خبر رہتے اور وُہ رائے یہ ہے کہ یہ بلائے طاعون گئے کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کردے کہ اِس مُلک میں گائے ہرگز ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کیونکر دفع ہو جاتی ہے۔ بلکہ اسی اخبار میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے گائے کو بولتے سُنا کہ وہ کہتی ہے کہ میری وجہ سے ہی اِس مُلک میں طاعون آیا ہے۔

اَب اے ناظرین خود سوچ لو کہ اِسقدر متفرق اقوال اور دعاوی سے کس قول کو دُنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہو سکتا ہے۔ یہ تمام اعتقادی امور ہیں اور اِس نازک وقت میں جب تک کہ دُنیا اِن عقاید کا فیصلہ کرے خود دُنیا کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اِسلئے

وہ بات قبول کے لائق ہے جو جلد تر سمجھ میں آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی ثبوت رکھتی ہے سو میں وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہوں۔ چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنیوالی ہے اور میں نے اِس مُلک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں۔ اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اِسکو رفع کر دیگا۔ مگر بجائے توبہ کے مجھکو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اَب دیکھ رہے ہو۔ خدا کی وُہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہُوئی اسکی یہ عبارت ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اِس بلائے طاعون کو ہرگز دُور نہیں کریگا جبتک لوگ اُن خیالات کو دُور نہ کرلیں۔ جو اُنکے دِلوں میں ہیں یعنی جبتک وُہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دُور نہیں ہوگی۔ اور وُہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی ✠ سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم

ص۵

✠ حاشیہ۔ اٰوی عربی لفظ ہے جسکے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے۔ یعنے جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کُتّوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح یہ دُوسرا الہام کرتا ہے کہ لَوْلَا الْاِکْرَام۔ لَھَلَکَ الْمَقَام۔ یعنے اگر مجھے اس سلسلہ کی عزّت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اِس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اوّل یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو۔ کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ (۲) دُوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُنکے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھُوٹ پڑیگی یہانتک کہ لوگ بے حواس ہوکر ہر طرف بھاگیں گے ہم نے اٰوی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اُسکے مطابق یہ معنے کر دیئے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنیوالی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دُوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی۔ تمام دُنیا میں ایک قادیان ہے جس کیلئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔ منہ

سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وُہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔
اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وُہ دونوں پہلو پُورے ہو گئے یعنے ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دُوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آجتک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی اور ثبوت ہو گا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پُوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے* اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لئے وُہ پیغام جو خُدا نے مجھے دیا ہے وُہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔ اگر میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعویٰ ہوتا جیسا کہ میاں شمس الدین سکرٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وائٹ بریخت صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو میں بھی انکی طرح ایک فضول گو ٹھہرتا۔ لیکن میری وہ باتیں ہیں جنکو میں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وُہ پُوری ہو گئیں اور پھر اسکے بعد ان دنوں میں بھی خدا نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ وہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:۔

ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔

* حاشیہ۔ آج سے دس برس پہلے ایک سبز اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دیگئی تھی اور وہ یہ ہے۔ اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنے ایک کشتی میرے حکم اور آنکھوں کے رُو برو بنا جو آنیوالی مری سے بچائے گی۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وُہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے جو اُنکے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے۔ اور اسی کلام الٰہی کا ایک فقرہ براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وُہ یہ ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہیں آتے میرے آگے اُن کی کچھ شفاعت نہ کر کیونکہ وُہ غرق کئے جاویں گے۔ منہ*

انی انا الرحمٰن دافع الاذی۔ انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ انی حفیظ۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ اُفطر واصوم۔ غضبت غضباً شدیداً۔ الامراض تشاع۔ والنفوس تضاع۔ الا الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لہم الامن وھم مھتدون۔ انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ انی اجہز الجیش فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسہم نصر من اللہ وفتح مبین۔ انی بایعتک بایعنی ربّی۔ انت منّی بمنزلۃ اولادی* ۔ انت منّی وانا منک۔ عسٰی ان یبعثک ربّک مقاماً محموداً۔ الفوق معک والتحت مع اعداءک فاصبر حتّٰی یأتی اللہ بامرہ۔ یأتی علٰی جہنم زمان لیس فیہا احد۔ ترجمہ۔ خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تُو اُن میں رہتا ہے۔ وُہ اِس گاؤں کو طاعون کی دستبرد اور اسکی تباہی سے بچالیگا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدِّنظر نہ ہوتا تو مَیں اِس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ مَیں رحمان ہوں جو دُکھ کو دُور کرنیوالا ہے۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں۔ مَیں نگہ رکھنے والا ہوں۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہُونگا اور اُسکو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ مَیں اپنے وقتوں کو تقسیم کر دُونگا کہ کچھ حصہ برس کا تو

---

* یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہو کہ وُہ یہ کہے کہ مَیں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اِس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہو۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم[1]۔ ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی[2] بھی کہا۔ اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم[3]۔ پس اُس خدا کے کلام کو ہشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہو۔ پس اِس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بیّنات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہو۔ قل انما انا بشر مثلکم یُوحٰی الیّ انّما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن۔ منہ

[1] الفتح: ۱۱ [2] الزمر: ۱۱ [3] البقرۃ: ۲۰۱

میں افطار کرونگا یعنے طاعون سے لوگوں کو ہلاک کرونگا اور کچھ حصّہ برس کا میں روزہ رکھونگا۔ یعنے امن رہیگا اور طاعون کم ہوجائیگی یا بالکل نہیں رہیگی۔ میرا غضب بھڑک رہا ہے بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے اور ایمان میں کچھ نقص نہیں ہوگا وہ امن میں رہینگے اور اُنکو مخلصی کی راہ ملے گی۔ یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہیں ہم اُنکی زمین کے قریب آتے جاتے ہیں۔ میں اندر ہی اندر اپنا لشکر طیار کر رہا ہوں یعنے طاعونی کیڑوں کو پرورش دے رہا ہوں۔ پس وہ اپنے گھروں میں ایسے سو جائینگے جیساکہ ایک اُونٹ مرا رہ جاتا ہے۔ ہم اُنکو اپنے نشان پہلے تو دُور دُور کے لوگوں میں دکھائینگے اور پھر خود اُنہی میں ہمارے نشان ظاہر ہونگے۔ یہ دن خدا کی مدد اور فتح کے ہونگے۔ میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنے ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اِس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہدے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہی جیساکہ اولاد۔ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔ وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کرونگا کہ دُنیا تیری حمد و ثنا کریگی۔ فوق تیرے ساتھ ہے اور تحت تیرے دشمنوں کے ساتھ۔ پس صبر کر جب تک کہ وعدہ کا دن آجائے۔ طاعون پر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے کہ کوئی بھی اس میں گرفتار نہیں ہوگا یعنے انجام کار خیر و عافیت ہے۔ *

*حاشیہ۔ مدت ہوئی کہ پہلے اِسکے طاعون کے بارے میں حکایتًا عن الغیر خدا نے مجھے یہ خبر دی تھی یا مسیح الحق عدوانا۔ مگر آج کہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء ہے اُسی الہام کو پھر اس طرح فرمایا گیا یا مسیح الخلق عدوانا لن تری من بعد موادنا و فسادنا یعنے اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا تو اسکے بعد ہمارے خبیث مادوں کو نہیں دیکھیگا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہیگا یعنے ہم سیدھے ہوجاوینگے اور گندہ دہانی اور بدزبانی چھوڑ دینگے۔ یہ خدا کا کلام براہین احمدیہ کے اُس الہام کے مطابق ہے کہ آخری دنوں میں ہم لوگوں پر طاعون بھیجیں گے جیساکہ فرمایا کذٰلک مننّا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء یعنے ہم طاعون کے ساتھ اس یوسف پر یہ احسان کرینگے کہ بدزبان لوگوں کا مُنہ بند کر دینگے تاکہ وہ ڈر کر گالیوں سے باز آجائیں۔ اُنہی دنوں کے متعلق خدا کا یہ کلام ہے کہ ہمیں زمین کی کلام سے

اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں (۱) اوّل یہ کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اُس کو دُکھ دیا گیا۔ اُس کے قتل کرنے کے کیلئے منصوبے کئے گئے۔ اُس کا نام کافر اور دجّال رکھا گیا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ اس لئے اُس نے آسمان اور زمین دونوں کو اسکی سچائی کا گواہ بنا دیا۔ آسمان نے کسوف خسوف سے گواہی دی جو رمضان میں ہوا۔ اور زمین نے طاعون کے ساتھ گواہی دی تاکہ خدا کا وہ کلام پورا ہو جو براہین احمدیہ میں ہے اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تومنون۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تسلمون۔ یعنے میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤگے یا نہیں۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کروگے یا نہیں۔ پہلی گواہی سے مراد آسمان کی گواہی ہے جس میں کوئی جبر نہیں۔ اس لئے اس میں تومنون کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اور دوسری گواہی زمین کی ہے یعنی طاعون کی جس میں جبر موجود ہے کہ خوف دیکر اس جماعت میں داخل کرتی ہے۔ اس لئے اس میں تسلمون کا لفظ استعمال کیا گیا۔

(۲) دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے۔ اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجونگا۔ تاکہ میں اُن خبیثوں اور شریروں کا مُنہ بند کردوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب

مـ۹

حاشیہ: مجھے اطلاع دیگئی اور وہ یہ ہے۔ یا ولیّ اللہ کنتُ لا اعرفک یعنے اے خدا کے ولی میں اس سے پہلے تجھے نہیں پہچانتی تھی۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ کشفی طور زمین میرے سامنے کی گئی اور اُس نے یہ کلام کیا کہ میں اب تک تجھے نہیں پہچانتی تھی کہ تو ولی الرحمان ہے۔ منہ

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت
اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو اُنکی
سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دُنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے
وُہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اِسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی
اور ظلم اور تعدّی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا
ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائیگی مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے
رسول کو قبول کر لیں گے اور آسمانی برکتوں سے حصّہ لیں گے اور زمین سعادتمندوں سے
بھر جائیگی۔ (۳) تیسری بات جو اِس وحی سے ثابت ہُوئی ہے وُہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال
جبتک کہ طاعون دُنیا میں رہے گو ستّر برس تک رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے
محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اُسکے رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام اُمّتوں کیلئے نشان ہے۔

اَب اگر خُدا تعالیٰ کے اِس رسول اور اِس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ
فقط رسمی نمازوں اور دُعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں
کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اِس رسول کے طاعون دُور ہو سکتی ہے
تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص اِن تمام فرقوں میں سے اپنے
مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے
تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کیلئے ایک نمایش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے
سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو
سچا سمجھتے ہیں تو اُنکو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک
پیشگوئی کر دیں کہ اُنکا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو
چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی
کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اگر اسقدر گئو اپنا معجزہ دکھا دے

منا

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُنکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعوی کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اِس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سُبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وُہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مُسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یجیب المضطر[1] لکھی ہے اور اِس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دُعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوُا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

صلا

[1] النمل : ۶۳

اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر انکے مناسب حال کونسی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ مَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ[1]

اور چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اِس اشتہار کا اصل منشاء سمجھنے میں غلطی کھائیں اسلئے ہم مکرّر اپنے فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وُہ یہ ہے کہ یہ طاعون جو مُلک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وُہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے موافق دُنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں نے نہ صرف انکار بلکہ خدا کے اِس مسیح کو گالیاں دیں۔ کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اُس سے کیا۔ اِس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ اُنکی اِس شوخی اور بے ادبی پر اُنپر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پہلے پاک نوشتوں میں خبر دی تھی کہ لوگوں کے انکار کی وجہ سے اُن دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا۔ مُلک میں سخت طاعون پڑیگی۔ سو ضرور تھا کہ طاعون پڑتی۔ اور طاعون کا نام طاعون اِسلئے رکھا گیا کہ یہ طعن کرنے والوں کا جواب ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ہمیشہ طعن کے وقت میں ہی پڑا کرتی تھی۔ اور طاعون کے لغت عرب میں معنے ہیں بہت طعن کرنے والا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طاعون طعن تشنیع کی ابتدائی حالت میں نہیں پڑتی بلکہ جب خدا کے مامور اور مرسل کو حد سے زیادہ ستایا جاتا ہے اور توہین کی جاتی ہے تو اُسوقت پڑتی ہے۔ سوا ے عزیزو اِس کا بجز اِسکے کوئی بھی علاج نہیں کہ اِس مسیح کو سچے دِل اور اخلاص سے قبول کر لیا جاوے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اسکے انکار سے منہ بند کر لیا جائے اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے۔ اور دِل میں اسکی عظمت بٹھائی جائے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وُہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الخلق عدوانا میری طرف دوڑیں گے۔ یہ جو مَیں نے ذِکر کیا ہے۔

صہ۱۲

[1] المومن : ۵۱

مـــ ۱۳۱

یہ خدا کا کلام ہے اِس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہماری اِس مُہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اِس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہیں ہے بلکہ اسکی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اِسپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھکر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اِس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دَوڑتا ہے میں اسکو اِس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وُہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع مَیں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا ظلّ جس کو اِس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ اِس لئے خدا نے اِسوقت اِس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسٰی بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اِس لئے اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

صـــ ۱۳۲

مرتبہ میں احمدؐ کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر اِس احمدؐ کے غلام کو جو مسیح موعود کر کے بھیجا گیا ہے تم اُس پہلے مسیح سے بزرگتر نہیں سمجھتے اور اُسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو اب اپنے اِس دعویٰ کا ثبوت دو۔ اور جیساکہ اِس احمدؐ کے غلام کی نسبت خدا نے فرمایا انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقام جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اُس شفیع کی عزّت ظاہر کرنے کے لئے اِس گاؤں قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا جیساکہ دیکھتے ہو کہ وہ پانچ چھ برس سے محفوظ چلی آتی ہے اور نیز فرمایا کہ اگر مَیں اِس احمدؐ کے غلام کی بزرگی اور عزّت ظاہر نہ کرنا چاہتا تو آج قادیان میں بھی تباہی ڈال دیتا۔ ایسا ہی آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو درحقیقت سچّا شفیع اور منجی قرار دیتے ہیں تو قادیان کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے نام[*] لے دیں کہ فلاں شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہیگا۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ جس شخص کی اِسی دُنیا میں شفاعت ثابت نہیں وہ دُوسرے جہان میں کیونکر شفاعت کرے گا۔ اور میاں شمس الدین صاحب یاد رکھیں کہ اُنکا اشتہار محض بے سُود ہے اور کوئی فائدہ اسپر مرتب نہیں ہوگا۔ اور علاج یہی ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ وہ یاد کریں کہ پہلے اس سے انسانی گورمنٹ میں وُہ اور اُنکی انجمن میرا مقابلہ کر کے ذِلّت اُٹھا چکی ہے کہ انہوں نے مؤلف اُمہات المومنین کی نسبت گورنمنٹ سے سزا طلب کی اور مَیں نے اِس منع کیا۔ آخر میری رائے ہی صحیح ہوئی۔ اسی طرح اب بھی جو کچھ انہوں نے آسمانی گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا چاہا ہے وہ بھی محض بے سُود اور لغو اور بے اثر ہے جیساکہ پہلا میموریل تھا۔ سچا میموریل یہی ہے جو مَیں نے مرتب کیا ہے۔ آخر آپکو یہی ماننا پڑیگا

ہرچہ دانا کند کند ناداں ❊ لیک بعد از کمالِ رُسوائی

[*] مثلاً نارووال یا بٹالہ کا نام لے دیں۔ منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بناویں، بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو برا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشأ کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اماموکم منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث امّکم منکم کے رُو سے اِسی اُمّت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو۔ تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نمے پرند مُریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ آکر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہانتک کہ جس قدر پہلے اِس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اِسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ[1]۔ اب آسمان کیطرف

[1] المائدۃ : ۱۱۷

دیکھنا کہ کب آسمان سے ابن مریم اُترتا ہے۔ سخت جہالت ہے۔ مگر مجھ سے پہلے جو جو علماء اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا خیال کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئیگا وُہ خدا کے نزدیک معذور ہیں انکو بُرا نہیں کہنا چاہیئے اُنکی نیتّوں میں فساد نہیں تھا بوجہ بشریت بھُول گئے۔ خُدا اُن کو معاف کرے کیونکہ اُن کو علم نہیں دیا گیا تھا اور اُنکی اجتہادی غلطی ایسی تھی جیسا کہ داؤد نے غنم القوم کے مسئلہ میں اجتہادی غلطی کی تھی مگر اُنکے بیٹے سلیمان کو خُدا نے فہم عطا کر دیا تھا جیسا کہ اِسکے بارے میں براہین احمدیہ میں آج سے بائیس برس پہلے یہ الہام ففہمناھا سلیمان کتاب کے آخری صفحہ میں موجود ہے اِسکے یہ معنے ہیں جیسا کہ براہین کے اُوپر کے الہامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا یہ معنے قرآن اور حدیثوں کے جو تم کرتے ہو ہمارے پہلے علماء اور اکابر کو معلوم نہ تھے اور تمہیں معلوم ہو گئے۔ اِس کا جواب اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے کہ ہاں حقیقت میں یہی ہوا مگر ایسا ہونا بعید نہیں ہے۔ تمہارے علماء تو کچھ نبی نہیں تھے مگر داؤد نے نبی ہو کر ایک فیصلہ دینے میں غلطی کی اور خُدا نے سلیمان اُسکے بیٹے کو سچے فیصلہ کا طریق سمجھا دیا۔ سو یہ سلیمان جو مسیح موعود بنایا گیا ہے۔ اِسی طرح تمہارے بزرگوں کے مقابلہ پر حق بجانب ہے جس طرح سلیمان نبی اس فیصلہ میں اپنے باپ داؤد کے مقابل پر حق بجانب تھا۔

اور اگر مولوی احمد حسن صاحب کسی طرح باز نہیں آتے تو اب وقت آگیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے اُنکو پتہ لگ جائے یعنے اگر وُہ درحقیقت مجھے جھُوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام تو سہل طریق یہ ہے کہ جس طرح مَیں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کہا ہے۔ انه اوی القریة لولا الاکرام لهلك المقام۔ وُہ انه اوی امر وهه لکھدیں مؤمنوں کی دُعا تو خدا سُنتا ہے وُہ شخص کیسا مومن ہے کہ ایسے شخص کی دُعا اسکے مقابل پر تو سُنی جاتی ہے جس کا نام اُس نے دجّال اور بے ایمان اور مُفتری رکھا ہے مگر اسکی اپنی دُعا نہیں سُنی جاتی۔ پس جس حالت میں میری دُعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے

صـ۱۷

فرمادیا کہ مَیں قادیان کو اس تباہی سے محفوظ رکھونگا خصوصًا ایسی تباہی سے کہ لوگ کتّوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں یہانتک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی نوبت آوے۔ اسی طرح مولوی احمد حسن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے خدا سے جس طرح ہوسکے امروہہ کی نسبت دُعا قبول کرالیں کہ وہ طاعون سے پاک رہیگا اور ابتک یہ دُعا قریب قیاس بھی ہے کیونکہ ابھی تک امروہہ طاعون سے دوسوکوس کے فاصلہ پر ہے لیکن قادیان سے طاعون چاروں طرف سے بفاصلہ دوکوس آگ لگا رہی ہے یہ ایک ایسا صاف صاف مقابلہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بھلائی بھی ہے اور نیز صدق اور کذب کی شناخت بھی۔ کیونکہ اگر مولوی احمد حسن صاحب لعنت باری کا مقابلہ کرکے دُنیا سے گذر گئے تو اِس سے امروہہ کو کیا فائدہ ہوگا۔ لیکن اگر اُنہوں نے اپنے فرضی مسیح کی خاطر دُعا قبول کراکر خدا سے یہ بات منوالی کہ امروہہ میں طاعون نہیں پڑیگی۔ تو اِس صُورت میں نہ صرف انکو فتح ہوگی بلکہ تمام امروہہ پر اُنکا ایسا احسان ہوگا کہ لوگ اِس کا شکر نہیں کرسکیں گے۔ اور مناسب ہے کہ ایسے مباہلہ کا مضمون اس اشتہار کے شائع ہونے سے پندرہ دن تک بذریعہ چھپے ہُوئے اشتہار کے دُنیا میں شائع کردیں جس کا یہ مضمون ہو کہ مَیں یہ اشتہار مرزا غلام احمدؐ کے مقابل پر شائع کرتا ہوں جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور مَیں جو مومن ہوں دُعا کی قبولیت پر بھروسہ کرکے یا الہام پاکر یا خواب دیکھکر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ امروہہ ضرور بالضرور طاعون کی دستبرد سے محفوظ رہیگا لیکن قادیان میں تباہی پڑیگی کیونکہ مُفتری کے رہنے کی جگہ ہے۔ اِس اشتہار سے غالبًا آئندہ جاڑے تک فیصلہ ہوجائیگا یا حد دُوسرے تیسرے جاڑے تک اور گو اب مئی کے مہینہ سے سُنّت اللہ کے موافق ملک میں طاعون کم ہوتی جائے گی اور خدائی روزہ کے دن آتے جائینگے مگر اُمید ہو کہ پھر ابتداء نومبر ۱۹۰۲ء سے خدا تعالےٰ اپنا روزہ کھولے گا۔ اُسوقت معلوم ہوجائیگا کہ اس افطار کیوقت کون کون ملک الموت کے قبضہ میں آیا۔ چونکہ مسیح موعود کی رہائش کے قریب تر پنجاب ہے اور مسیح موعود کی نظر کا پہلا محل

ص۱۸

پنجابی ہیں اِسلئے اوّل یہ کارروائی پنجاب میں شروع ہوئی۔ لیکن امروہہ بھی مسیح موعود کی حیطۂ
ہمت سے دُور نہیں ہے۔ اِسلئے اس مسیح کا کافر کُش دَم ضرور امروہہ تک بھی پہنچے گا۔ یہی ہماری طرف سے
دعویٰ ہے۔ اگر مولوی احمد حسن اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جسکو وہ قسم کے ساتھ شائع کریگا
امروہہ کو طاعون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاڑے امن سے گذر گئے تو مَیں خدا تعالیٰ کی
طرف سے نہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہوگا۔ اور مَیں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر
کہتا ہوں کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور وُہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور
میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اُسوقت آسمان پر
خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑیگی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ
وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور
میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھاکر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے
پاک رہیگا **تو ضرور وہ مقام** طاعون میں گرفتار ہو جائیگا کیونکہ اُسنے خدا تعالیٰ کے
مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسمان نے
عام مقابلہ کا وقت آگیا۔ اور جسقدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو
مولوی کرکے مشہور ہیں اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبد الجبار
اور عبد الحق اور عبد الواحد غزنوی جو مولوی عبد اللہ صاحب کی جماعت میں سے مُلہم کہلاتے ہیں اور منشی
الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعویٰ کرکے مولوی عبد اللہ صاحب کو بے
سیّد بنا دیا ہے اور اسقدر صریح جھوٹ سے نفرت نہیں کی اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع
اور تکفیر کا بانی ہے۔ ان سب کو چاہیئے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزّت رکھ لیں
اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دیدیں کہ وُہ طاعون سے بچایا جائیگا اسمیں مخلوق کی
سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی خیرخواہی ہے اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہوگی اور ولی سمجھے
جائیں گے ورنہ وُہ اپنے کاذب اور مُفتری ہونے پر مُہر لگا دینگے۔ اور ہم عنقریب انشاء اللہ
اس بارے میں ایک مفصل اشتہار شائع کریں گے۔ وَالسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کرکے اور اس بات کا اظہار کرکے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ اُنکا سُنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سُنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اسکے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اسکے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سُن نہ سکا اور محض نیک ظنّی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغدین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مُضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرادے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دُور کردے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کریگا بلکہ ان کتابوں کو محرّف مبدّل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اکملت لکم دینکم[1] کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدّل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن لا یمسہ الا المطھرون۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ یعنے اُنکو کہدے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اُس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دِل لوگ اس کی حقیقت

[1] المائدۃ : ۴

منٹا

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:- ولن ترضٰی عنك الیھود ولا النصارٰی وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل ربّ ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دِل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسےٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قُرب اور وجاہت کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے	کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا	میرا بستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خُدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے

بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اِس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کیلئے مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کریگا اور وُہ دِن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک رُوحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ ابتک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اُٹھے گی۔

اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اسکو یہ مفتری قرار دیتے ہیں صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اِس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے تب اِس دُنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے۔ قل یٰایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون[۱]۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مُرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات مُنہ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکافرین[۲]۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللّٰہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس کی شامت سے زمین پھٹ جائے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا اُس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللّٰہ ہوں یہ کسقدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوّت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی اُن کے زمانہ میں ہُوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اِس طریق سے مُستثنیٰ ہے

[۱] الکافرون: ۲-۳ [۲] البقرۃ: ۹۰

۲۲ | اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دُوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا۔ اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پَیرو تھے۔ اسی طرح اِس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پَیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک اُنکی نصرت ثابت ہو چکی ہے۔ مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اُس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریبًا تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اُس نے تو صرف چند ماہ سے پَیدائش لی ہے اور مَیں اُسکی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے۔ اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا۔ اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے۔ کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہو گا یا اُن مباحث دقیقہ میں میری اعانت کریگا جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دُوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ مَیں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کُوچوں سے محروم ہے اور نفس امّارہ کی غلطی نے اُسکو خودستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جبتک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔

افسوس ہے کہ اُس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور عیسائیوں کے بدبودار مذہب کے مقابل پر اسلام کو ایک برابر درجہ کا مذہب سمجھ لیا۔ سو ہم کو ایسے شخص کی کچھ پروا نہیں۔ ایسے لوگ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے انسان سے قطعًا پرہیز کریں۔ اسکی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اسلیئے اجازت طبع دی تھی۔ اَب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیئے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

تعداد اشاعت ۵۰۰۰ — ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء

حاشیہ

نمبر ۱

چراغدین کی نسبت مَیں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہوکر مجھ کو خدا ئے عزّ وجل کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ نزل بہٖ جبیز یعنے اسپر جبیز نازل ہوا۔ اور اسی کو اس نے الہام یا رُؤیا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اُتر سکے اور مَرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جسکی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصّہ زیادہ ہو۔ اور اسجگہ لفظ جبیز سے مُراد وُہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنّا اور آرزو کے وقت القاءِ شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے نیچے کوئی رُوحانیت نہیں ہوتی۔ اِس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے۔ ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خُدا ہر ایک کو اِس بلا سے محفوظ رکھے۔ منہ

حاشیہ

نمبر ۲

رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا انّی اذیب ـ من یریب ـ میں فنا کردوں گا۔ مَیں غارت کروں گا۔ مَیں غضب نازل کروں گا۔ اگر اُس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا۔ اور رسالت اور مامور ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی۔ اور خدا کے انصار

۲۴ جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں۔ اُن سے عفو تقصیر نہ کرائی۔ کیونکہ اُس نے جماعت کے تمام مخلصوں کی توہین کی کہ اپنے نفس کو اُن سب پر مقدم کر لیا۔ حالانکہ خدا نے بار بار براہین احمدیہ میں اُن کی تعریف کی اور اُن کو سابقین قرار دیا۔ اور کہا۔ اصحاب الصفّۃ۔ وما ادراك ما اصحاب الصفّۃ۔

اور جبیز اُس روٹی خشک کو کہتے ہیں کہ دانت اُس کو توڑ نہ سکیں۔ اور وُہ دانت کو توڑے اور حلق سے مشکل سے اُترے اور امعا کو پھاڑے اور قولنج پیدا کرے۔ پس اس لفظ سے بتلایا کہ چراغ دین کی یہ رسالت اور یہ الہام محض جبیز اور اُس کے لئے مُہلک ہیں۔ مگر دُوسرے اصحاب جن کی توہین کرتا ہے۔ اُن پر مائدہ نازل ہو رہا ہے۔ اور اُن کو خدا کی رحمت سے بڑا حصّہ ہے۔

مائدہ چیزیست دیگر خشک نان چیزے دگر
خوردنی ہرگز نباشد نان خشک اے بے ہنر
دوستاں را مائدہ بدہند از مہر و کرم
پارہ ہائے خشک ناں بیگانگاں را نیز ہم
نیز ہم پیشِ سگاں آں خشک ناں مے افگنند
مائدہ از لطف ہا پیشِ عزیزاں مے برند
ترک کن ایں خشک ناں را ہوش کن فرزانہ باش
گر خردمندی پئے آں مائدہ دیوانہ باش